ماہنامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ ھو محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ مغربی جرمنی

ہمبرگ

نگران و مدیر۔ لئیق احمد منیر

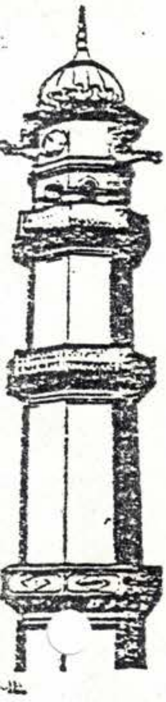

منارة المسیح

Fazle-Omar-Moschee
Wieckstraße 24
2 Hamburg 54
Tel. 040 / 40 55 60

کتابت: مظفر احمد خورشید۔ تعاون. فضل الرحمان انور - حفیظ الرحمان انور

جلد 2 شمارہ 8-9 تبوک - اخاء / ستمبر - اکتوبر 1978

○ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے تبلیغی دورہ جس میں حضور نے لندن کی تاریخی اور بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس میں شرکت فرمائی کے بعد بخیریت ربوہ پہنچ گئے ہیں۔ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ہمیشہ بخیر و عافیت رکھے اور برکتوں سے معمور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

○ اس شمارہ کو حضور کے ہمبرگ اور فرانکفرٹ میں وسیع پریس کانفرنس سے خطابات سے مخصوص کیا گیا ہے۔

○ مورخہ 4 ستمبر کو ہمبرگ اور فرانکفرٹ میں عید الفطر کے اجتماعات ہوئے۔ جس میں کثیر تعداد میں دوستوں نے عید کی نماز ادا کی۔ ہمبرگ میں عید الفطر کے موقعہ پر بعض اخباری نمائندگان بھی موجود تھے۔ اگلے روز Morgen Post اور Bild نے عید کے اجتماعات اور رمضان المبارک کی عبادت کا ذکر کیا۔ فرانکفرٹ کے عید کے اجتماعات میں ٹی۔ وی نمائندہ حاضر تھے۔ انہوں نے شام کو T.V. پر اس تقریب کو دکھایا۔

○ مورخہ 20 اکتوبر کو ہمبرگ کی ایک اخبار Hamburger Abend Blatt کے نمائندے

تشریف لائے - انہوں نے نمازِ جمعہ کے اجتماع کو دیکھا اور بعد میں ایک انٹرویو لیا - یہ انٹرویو انہوں نے 25 اکتوبر کی اخبار میں شائع کیا -

○ عیدالاضحیٰ - مؤرخہ 11 نومبر کو فضلِ عمر مسجد ہمبرگ اور مسجد نور فرانکفرٹ میں عیدالضحیٰ کی نماز پڑھی جائیگی - ہمبرگ میں نمازِ عید 10 بجے ادا کی جائیگی -

○ مؤرخہ 22 اکتوبر کو مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں خدام الاحمدیہ اجلاس منعقد ہوا - جس میں خاکسار اور قائد خدام الاحمدیہ مکرم مبارک اوسائے صاحب کو اس نے تقاریر کیں - بعد میں کھانے کے ساتھ دوستوں کی تواضع کی گئی - تقریباً 2 گھنٹے یہ اجلاس جاری رہا - 40 سے زائد خدام اجلاس میں شریک تھے -

○ اس اخبار کے تعاون میں خاکسار مکرم حفیظ الرحمان انور - فضل الرحمان انور - محمد اکرام صاحب اور نذیر احمد صاحب کا شکرگزار ہوں - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے -

ریڈیو رپورٹ

مؤرخہ 9 اگست کی پُرہجوم کانفرنس کے بعد ریڈیو کے نمائندگان نے حضور کا انٹرویو ریکارڈ کیا - اور اسی روز شام کو نشر کیا جو کہ حسبِ ذیل ہے -

Reiner Brügge Mann نے غیر معمولی نظارہ دیکھا - داخل ہونے کا دروازہ - ہال اور مسجد پُرہجوم ہے - صحافی اور خلیفہ صاحب کے پیروکار ایک سجی ہوئی میز کے گرد جمع ہیں - صحافی بیٹھ جاتے ہیں - امام مسجد اور دوسرے پیروکار کھڑے رہتے ہیں - پھر خلیفہ صاحب تشریف لاتے ہیں اور ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں - ہمارے سامنے ضعیف عمر - سر پر برف کی مانند سفید پگڑی رکھے ہوئے - سفید چمکتی آنکھوں اور چہرے پر بھی داڑھی والے جو باوقار انسان تشریف فرما ہیں - وہ سب کی طرف دوستانہ انداز میں دیکھتے ہیں اور سوال پوچھنے کیلئے کہتے ہیں - قبل اس کے کہ کوئی صحافی سوال کرتا حضور نے خود کہنا شروع کیا کہ اسلام ہی ایک حقیقی مذہب ہے اور اسلام ہی ہمیں حقیقی خوشیاں اور نجات دے سکتا ہے - حضور نے فرمایا -

میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو دو قسم کے مسائل کا سامنا ہے - ایک مسئلہ بڑی اور چھوٹی طاقت کے درمیان تعلقات کا ہے - اور یہ واضح ہے جو کہ ہمیں روزانہ نظر آتا ہے کہ یورپ اپنے مسائل کے حل میں بالکل ناکام ہے - دوسرا مسئلہ جو آپ کیلئے ہے وہ یہ کہ لوگوں کو وہ کچھ دینا جو ان کی ضروریات میں شامل ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ یورپی اقوام کو انسانی حقوق کا بھی علم نہیں ہے - جو اپنے حقوق نہیں جانتا وہ اُن کو حاصل بھی نہیں کر سکتا - یہ واضح بات ہے -

لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ معاشرہ جو ہم دنیا میں قائم کرنے لگے ہیں - اس میں بڑی اور چھوٹی قوم کا فرق مٹا دیا جائیگا - امیر اور غریب کا فرق مٹا دیا جائیگا - اس لئے میں کہتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو چھوٹے اور بڑے کا فرق مٹا سکتا ہے اور اسلام ہی ہمیں بتاتا ہے کہ انسانی حقوق کیا ہیں اور ہر آدمی کیا حق رکھتا ہے - آپ نے مزید فرمایا کہ جماعت احمدیہ اسلام کا ایک فرقہ ہے - بنیادی اصولوں پر تمام اسلامی فرقے متفق ہیں صرف فقہی اختلافات ہیں -

خلیفہ صاحب نے اس یقین کا اظہار کیا کہ آخر کار ایک سو یا ایک سو پندرہ سال تک لوگوں کی اکثریت اسلام قبول کرے گی - حضور نے پھر اس بات کا اعادہ کیا کہ اسلام ہی حقیقی مذہب ہے جو کہ تمام دنیا کے مسائل حل کر سکتا ہے -

ریڈیو رپورٹر نے حضور کا انٹرویو نشر کرتے ہوئے آخر میں کہا کہ آدمی جب خلیفہ صاحب کی باتیں سنتا ہے تو باہر کی دنیا کو بھول جاتا ہے - مجھے اور بعض صحافیوں کو شک میں مبتلا دیکھ کر خلیفہ صاحب نے کہا کہ تم بھی ایک روز میری باتوں کا یقین کر لوگے -

اخبار DIE WELT نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شخصیت کا تعارف اور پریس کانفرنس کا حال ان الفاظ میں رقم فرمایا :-

ان کے خطابات کو علم کا دریا کہا جاتا ہے ، جو اپنے کناروں سے اچھلے پڑتے ہوں اُن کا خطاب خلیفہ مسیح ثالث ہے - لمبی سفید ریش ہے اور سفید پگڑی پہنتے ہیں - اُن کا پیغام ہے کہ کسی سے دشمنی نہ کرو بلکہ ہر ایک سے محبت سے پیش آؤ - خلیفہ صاحب جنہوں نے کل اپنی ہمبرگ جماعت کا دورہ کیا جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ ہیں - جو کہ اسلام کا ہی فرقہ ہے - اس کی بنیاد 1889ء میں قادیان میں رکھی گئی - اس وقت اس جماعت کے دنیا میں ایک کروڑ ممبر ہیں - جرمنی میں چند سو ہیں - جن میں چند جرمن بھی ہیں - خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ نہ ہماری سیاسی قوت ہے اور نہ ہمارے پاس دولت ہے - انہوں نے پیشگوئی کی کہ ایک سو پندرہ سال تک (یعنی 2093ء تک) بنی نوع انسان کی اکثریت اسلام قبول کرلے گی - جماعتی ذمہ داری 1965ء میں ایک انتخاب کے ذریعہ ان کے سپرد ہوئی تھی - آپ نے کہا کہ مجھے خدا نے یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ میں نرمی اور محبت سے بنی نوع انسان کی خدمت کروں اور انہیں خدا کی طرف بلاؤں -

کل انہوں نے ہمبرگ مسجد میں (جو کہ WIECK STRASSE میں واقع ہے) فرمایا کہ انسان کے دلوں کو ایٹم بم سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور ہم بغیر کسی جبر کے تمام بنی نوع انسان کو اسلام میں داخل کرنا چاہتے ہیں - آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ خلیفہ صاحب یورپ میں زبردست

تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ یورپین لوگ اپنے آپ سے مطمئن نہیں ہیں۔ صرف اسلام ہی ان کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر انسان نے بروقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کیا تو 1990ء تک دنیا پر ایک تباہی ٹوٹ پڑے گی۔

ان کے پسندیدہ مشاغل میں فوٹوگرافی، گھوڑا بانی اور باغبانی ہے۔ انہیں سادگی سے رغبت، نیچر سے محبت اور کھانے میں کمی کے قائل ہیں۔

PRESS KONFERENCE

حضور نے مورخہ 9 اگست 1978ء کو مسجد فضل عمر ہمبرگ میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر 18 پریس نمائندگان اور تین ریڈیو کے نمائندے شریک تھے۔ اس پریس کانفرنس کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یورپی اقوام نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ اپنے آپ کو حقیقی خوشی دینا چاہتے ہیں کوئی مصنوعی خوشی نہیں چاہتے۔ میرے نزدیک یہ تبدیلی بہت اچھی ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی قوم یہ محسوس نہیں کرتی کہ وہ مقصد و مدّعا سے دور ہے اس وقت تک اُسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتی اور جب تک کوئی قوم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر لیتی اس وقت تک وہ مطمئن نہیں ہوتی۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے اپنی خلافت کے انتخاب کے بعد پہلی مرتبہ 1967ء میں یورپ کا دورہ کیا۔ اس وقت میں نے یورپ کو خاص طور انتباہ کیا تھا کہ خالقِ حقیقی کی طرف رجوع کرو ورنہ ایک بڑی تباہی تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ اور بیس پچیس سال تک ایک بڑی تباہی تمہیں اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ بعض اور ممالک نے بھی ایک بڑی تباہی کی وارننگ دی ہے۔ جن میں سے ایک چین بھی ہے۔ اس نے بھی کہا کہ دس سال تک دنیا پر ایک تباہی آ سکتی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اپنی اصلاح کر لیں۔

لیکن میں خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی خبر کے ساتھ انتباہ کرتا ہوں جبکہ دوسرے ممالک کی طرف سے جو وارننگ دی جاتی ہے وہ محض ان کے اندازے ہیں۔ وہ وارننگ تو دیتے ہیں لیکن وعدہ نہیں دیتے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ جس سے بھی ہم نے اسلامی تعلیمات کے بارے میں بات کی ہے وہ اس بات پر رضامند ہو جاتا ہے کہ مسائل کا حل صرف قرآن مجید میں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ صرف اسلام ان تمام مسائل کو حل کر سکتا ہے جن کا آج یورپ

کو سامنا ہے - میرے نزدیک یورپ کیلئے ایک مسئلہ مزدوروں کا بھی ہے - صنعتی ترقی کی وجہ سے مزدور کی ضرورت بڑھ گئی ہے - ایک یونٹ میں چودہ چودہ ہزار مزدور کام کرتے ہیں - تمام مزدور منظم ہو چکے ہیں اور یورپ کی زندگی میں مزدور ایک بڑی طاقت بن رہے ہیں - جب مزدور ہڑتال کرتے ہیں تو انہیں روکنے کا حل نہیں ملتا - موجودہ ہڑتالیں وہ مزدوری بڑھانے کیلئے کرتے ہیں لیکن مزدوری میں اضافہ دراصل اُن کے مسائل کا حل نہیں ہے - اس وقت وہ جو تنخواہ لیتے ہیں اُن سے وہ اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے - ضروریاتِ زندگی سے مراد وہ ضروریات ہیں جو ایک کنبے میں فی کس کے حساب سے مطلوب ہیں - مثلاً ایک فیکٹری میں ہڑتال ہوتی ہے - ایک مزدور جو تنہا ہے وہ کسی کا کفیل نہیں ہے - وہ بھی پچاس یا سو مارک تنخواہ میں اضافہ کیلئے ہڑتال میں شامل ہے - وہاں ایک اور مزدور جو چار افراد خاندان کا کفیل ہے - وہ بھی ہڑتال میں شامل ہے - پہلی قسم کا مزدور پچاس مارک فی کس کا اضافہ چاہتا ہے اور دوسری قسم کا مزدور دس مارک فی کس کا اضافہ چاہتا ہے - کیونکہ اس کے پچاس افراد یا پانچ افراد پر تقسیم ہوں گے - میں آپ کو سینکڑوں مثالیں دے سکتا ہوں کہ مزدور اپنے حقوق کو حاصل کرنے کیلئے ہڑتال تو کرتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ حقوق کیا ہیں -

اب روسی کمیونزم نے دنیا کو کہا ہے کہ "ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق" لیکن اُن کی کتب میں کہیں بھی ضرورت کی تعریف متعین نہیں کی گئی - اگر ضرورت کی تشریح ہر علاقے اور ملک میں مختلف انداز سے کی گئی ہے - یہ صرف اسلام ہے جو کہ انسان کے حقوق کی تعیین کرتا ہے - خواہ وہ کسی فیکٹری کا ملازم ہے - خواہ وہ مزدور ہے - اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو کمال تک پہنچائے - انسان کو بہت سی صلاحیتیں دی گئی ہیں - حتیٰ کہ دہریہ بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کو انسان کو بہت سی صلاحیتیں دی گئی ہیں - وہ کہتے ہیں کہ انسان کو ورثے میں صلاحیتیں ملی ہیں اور اسلام کہتا ہے کہ ہر انسان کے اندر وہ صلاحیتیں خدا کی طرف سے ملی ہیں - اسلام کہتا ہے کہ صلاحیتوں کو کمال تک پہنچانے کیلئے جن چیزوں کی ضرورت تھی خدا تعالیٰ نے وہ سب چیزیں انسان کے اندر رکھ دی ہیں - اسلام کہتا ہے کہ اگر انسان اپنی صلاحیتوں کو کمال تک پہنچانے کیلئے وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا جن کی اس کو ضرورت ہے - تو یہ ظلم ہے - یہ ایک اسلامی نظریہ ہے نہ کہ کمیونسٹ نظریہ - قرآن کہتا ہے کہ اگر انسان اپنی صلاحیتوں کو کمال تک پہنچانے کیلئے وسائل سے محروم ہے تو یہ معاشرے کا ظلم ہوگا یعنی جو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ دوسرے نے چھین لیا ہے - میں نے اس بارے میں بہت غور کیا ہے - مجھے اس بات پر یقین ہے - کہ ان اقوام کے مسائل کا حل صرف

اسلام میں ہے - لیکن میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام طاقت کے استعمال کے حق میں نہیں ہے - مذہب دل کا معاملہ ہے اور دل کو تم ایٹم بم کی طاقت سے تبدیل نہیں کر سکتے - دل کی تبدیلی کیلئے کسی طاقت کی ضرورت نہیں ہے - اسلام دلوں کو فتح کرتا ہے - اور ذہنوں کو قائل کرتا ہے - اسلامی تعلیم بہت حسین ہے - ہم نے انسانیت کے دل خدائے واحد کیلئے جیتنے ہیں -

اس موقعہ پر ایک صحافی نے کہا کہ یہ باتیں بہت زیادہ IDEALISTIC معلوم ہوتی ہیں - حضور نے فرمایا - کہ واقعی یہ ایسی معلوم ہوتی ہیں - نظریہ عمل کی بنیادیں مہیا کرتا ہے - اگر کسی عمل کے پیچھے کوئی نظریہ کام نہیں کر رہا تو آپ کسی عمل میں کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے آپ نے سمجھ لیا کہ اسلام ایک ایسا نظریہ ہے جو کچھ بھی منعکس نہیں کرتا - اگر آپ شروع سے لیکر اب تک اسلام پر نظر کریں تو آپ کو بالکل مختلف تصویر نظر آئیگی - اسلام کی پہلی تین صدیاں صحیح اسلامی نظریہ کی حامل تھیں - بعد میں لوگوں کے ذہنوں میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں - لیکن اس سے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب صحیح اسلام پر کوئی عمل نہیں کر رہا - میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم جو کہ قلیل تعداد میں ہیں نہ سیاسی طاقت ہے اور نہ ہم امیر ہیں - صحیح اسلام پر عمل کرتے ہیں - ایک صحافی نے سوال کیا کہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یورپ کے مسائل کا حل اسلام میں موجود ہے - جبکہ بعض COMMUNITIES ناکام ہو چکی ہیں - اس کے جواب میں حضور نے فرمایا - ہماری تعلیم موجود ہے - اگر کوئی جماعت اپنی تعلیمات کے ذریعہ اپنے مسائل حل نہیں کر سکتی تو کیا آپ کیا کہہ سکتے ہیں کہ اسلام میں مسائل کا حل نہیں ہے ؟ ایک چھوٹی جماعت اپنے مسائل اپنی تعلیمات کے ذریعہ حل کر لیتی ہے تو یہ کہنا کس طرح معقول ہوگا کہ اسلام میں مسائل کا حل نہیں ہے - دوسری بات یہ ہے کہ اگر یورپی ممالک اسلام کے بغیر اپنے مسائل حل کر سکتے ہوں تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اسلامی تعلیمات کی ضرورت نہیں - آپ لوگ اپنے مسائل حل کرنے میں ناکام رہے ہیں - ایک بڑا مسئلہ جس کا آپ کو اس وقت سامنا ہے وہ چھوٹی اور بڑی طاقتوں کے درمیان تعلقات کا ہے - روس ایک بڑی طاقت ہے اور ناروے ایک چھوٹی طاقت ہے - ایک دن صبح ناروے کو علم ہوا کہ روس نے چودہ ہیلی کاپٹر اس کے شمالی جزیرے میں اتار دیے ہیں - اس قسم کے مسائل کا آپ کو سامنا ہے - اس قسم کا واقعہ کل کہیں اور معرض وجود میں آسکتا ہے - اور آپ کے پاس کوئی طاقت نہیں جو اس قسم کی کارروائیوں کو روک سکے - حتّٰی کہ اقوام متحدہ کی طاقتوں سے بھی نہیں رک سکتے - میں حقیقت میں انسانیت کے بارے میں بہت متفکر ہوں - اور میں انسانیت کے بارے میں بہت محبت اپنے دل میں رکھتا ہوں - یہ چیز محض خدا تعالیٰ نے میرے اندر پیدا کی ہے کہ میں انسانوں سے محبت کروں - یہ صحیح ہے کہ آپ کیلئے اس وقت ان باتوں کا سمجھنا

مشکل ہے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جو انسانوں کیلئے ایک منصوبہ بنایا ہے اس کو لوگ سمجھ جائیں قبل اس کے کہ انسان تباہی کا شکار ہو جائے۔

حضور نے اپنی اس علم و عرفان سے محظوظ کانفرنس میں لوگوں کی ایک زبردست غلط فہمی کا بھی ازالہ فرمایا۔ ایک صحافی نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کے پیروکار عرب ہیں؟ حضور نے فرمایا یہ بھی ایک غلط فہمی ہے۔ مثلاً عرب ملک نہیں ہے۔ عربی بولنے والا ملک ہے۔ شام اور عراق عرب ممالک نہیں ہے۔ یہ عربی بولنے والے ممالک ہیں۔ عرب صرف سعودی عرب ہے۔ اور ہزاروں احمدی ہیں جو عربی بولتے ہیں۔ ہم ان کو عرب نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ صرف عربی بولتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تعداد کے بارے میں ایک صحافی کے سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ تعداد سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم سر نہیں گنتے۔ تعداد کوئی معیار نہیں ہے۔ جماعت کی تنظیم کی بنیاد ڈالنے والا ایک شخص تھا جس نے خدا سے خبر پا کر اعلان کیا کہ تیرا پیغام دنیا کے کناروں تک پھیل جائیگا۔ کسی نے بھی اس وقت اس دعوے کو تسلیم نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ان کے خاندان کے بعض افراد نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ اس لئے کہ انہیں دنیاوی مسائل سے دلچسپی نہیں تھی۔ وہ صبح و شام قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ آج اس آدمی کے ایک کروڑ پیروکار ہیں۔ یہ جماعت کے افراد کا اضافہ لوگوں کی خدمت کرنے اور ان کو قائل کرنے سے ہوا ہے۔ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ کم از کم پچاس ہزار عیسائی اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ مغربی افریقہ میں جماعت کی کوششوں سے ہوئے۔ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا مشن ساری دنیا کیلئے تھا۔ اس لئے وہ ساری دنیا کے مسائل حل کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ ہمیں یہ خبر دی گئی ہے کہ آئندہ سو ڈیڑھ سو برس میں بنی نوع انسان کی اکثریت اسلام میں داخل ہو جائے گی اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ڈیڑھ سو برس تک کرۂ ارض پر رہنے والے انسانوں کی اکثریت مسلمان ہو جائیگی۔ یہ اسلامی تعلیمات کے حسن۔ محبت اور خدمت سے ہوگا۔ اس موقعے پر ایک صحافی نے کہا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی تباہی نہیں آئیگی۔ حضور نے فرمایا عقلی اور منطقی نقطۂ نظر سے اس کے دو مفہوم نکلتے ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ جو تباہ ہو جائیں گے وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ بلکہ جو اس تباہی سے بچ جائیں گے وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ لیکن میں امید رکھتا ہوں اور مایوس نہیں ہوں کہ قبل اس کے کہ وہ تباہی آئے لوگ اپنے خالق کی طرف رجوع کر لیں۔ جب لوگوں نے خدا کی طرف رجوع کر لیا تو اگلا قدم یہ ہوگا کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے۔

خلیفہ کے چناؤ کے بارے میں ایک صحافی نے سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ خلیفہ کا چناؤ ایک انتخابی کمیٹی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور دنیا بھر کی جماعت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اس انتخابی کمیٹی

کو خلیفہ کے چناؤ کا حق ہے -

حضور نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے باہمی فقہی اختلافات کے بارے میں فرمایا کہ مسلمانوں کے تمام فرقے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یقین رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں اور قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں - جو ہدایت کا قیامت تک سرچشمہ ہے - اور تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ فقہ اسلامی میں اختلاف ہو سکتا ہے - فقہی مسائل میں لوگوں کا اختلاف ہے - جن میں کچھ حنفی ہیں - کچھ مالکی ہیں - کچھ شیعہ کچھ سنی - یہ پرانے فرقے ہیں - اور اب ایک احمدیہ فرقہ ہے - جن کے فقہ کی بنیاد حنفی فقہ ہے - لیکن اس پر بھی اندھا دھند یقین نہیں رکھتے - دوسرے اختلافات کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ صلح پسند ہیں اور کچھ لوگ انتہا پسند - جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہماری کسی سے دشمنی نہیں بلکہ سب سے محبت ہے -

مرد اور عورت کے درمیان مساوی حقوق کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ صرف بتانا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان مساوات کیوں ہونی چاہیے - ہم کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں کو اپنی صلاحیتوں کو کمال تک پہنچانے کیلئے مساوی مواقع ملنے چاہییں -

آخر میں حضور نے فرمایا کہ میرا فرض ہے کہ اسلامی تعلیمات کی خوبصورتی سے آپ کو آگاہ کروں اور قائل کروں اور میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ میں اس میں کامیاب ہونگا -

کچھ احادیث

نمبر ۱ - كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ (بخاری و مسلم)

ترجمہ :- دو باتیں ایسی ہیں جو زبان پر تو بالکل ہلکی ہیں مگر (قیامت کے دن) ترازو میں بہت بھاری ہوں گی اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں - یعنی (۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ (۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ -

نمبر ۲ - لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ (بخاری)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا -

نمبر ۳ - اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ (الترمذی)

ترجمہ :- سب لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا کیا گیا تھا -

1978

"میں نے بارہا اپنے خدا کی آواز سُنی ہے" پریس کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ اعلیٰ کا اعلان

اب دنیا میں صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسان کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے بھیجا ہے

پریس کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ارشادات سے متعلق "اوفن باخ پوسٹ" میں شائع ہونیوالی تفصیلی خبر کا اردو ترجمہ

جیسا کہ قبل ازیں یہ اطلاع شائع ہو چکی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغربی جرمنی کے شہر فرینکفورٹ میں اپنے سہ روزہ قیام (۱۲ ار تا ۱۴ ار اگست ۱۹۷۸ء) کے آخری روز یعنی ۱۴ ار اگست کو ہوٹل فرینکفرٹر ہوف میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا تھا۔ وہاں کے اخبارات نے اس پریس کانفرنس کی بہت تفصیلی خبریں شائع کیں۔ قبل ازیں ۲۲ ار اگست کے الفضل میں ہم مغربی جرمنی کے مشہور اخبار "فرینکفرٹر آلگے مائنے زیتونگ" میں شائع ہونے والی خبر کے مفصل کوائف شائع کر چکے ہیں۔ ذیل میں فرینکفورٹ کی ایک ملحقہ آبادی "اوفن باخ" سے شائع ہونے والے وہاں کے مقامی اخبار "اوفن باخ پوسٹ" کی شائع کردہ تفصیلی خبر کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔ اگرچہ "اوفن باخ پوسٹ" ایک مقامی اخبار ہے لیکن اپنے اعلیٰ صحافتی معیار کی وجہ سے اسے جرمن پریس میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ یہ خبر (جس کا اردو ترجمہ سطور ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے) اخبار مذکور کے نامہ نگار مسٹر الف ایچ گراسرتھ (Rolf H. Grossarth) کی تحریر کردہ ہے۔ (ادارہ)

حضور ایدہ اللہ کا فوٹو

اخبار نے حضور ایدہ اللہ کی پریس کانفرنس کی خبر کو صفحہ ۱۲ کے اوپر کے حصہ میں چار کالمی عنوانات کے تحت چار کالم میں پھیلا کر شائع کیا اور اسے حضور ایدہ اللہ کے دو کالمی فوٹو سے مزین کیا جس میں حضور کو پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ فوٹو کو شامل کر کے خبر صفحہ کے پورے چھ کالموں پر محیط ہے اور صفحہ کے بیشتر حصہ پر پھیلی ہوئی ہے۔

خبر کا عنوان :-

اخبار نے پریس کانفرنس کی خبر کو جن چار کالمی نہایت جلی عنوانات کے تحت شائع کیا ان کا ترجمہ یہ ہے :-

"مسلمان خلیفہ فرینکفورٹ میں"

"میں نے بارہا اپنے خدا کی آواز سُنی ہے"

خبر کا متن :-

"اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ کل ۱۴ ار اگست کو ہوٹل فرینکفرٹر ہوف کے کمرہ میں ایک پریس کانفرنس بلائی گئی تھی۔ اس میں ایک مسلمان خلیفہ اور جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ اعلیٰ ۶۹ سالہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث نے بنی نوع انسان کے مستقبل اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے دنیا کے موجودہ مسائل کے حل سے متعلق سوالات کے جواب دیئے۔

پریس کانفرنس میں میز کے گرد بیٹھے ہوئے اخبار نویسوں سے تعداد میں پریس فوٹو گرافر زیادہ تھے۔ تشنہ لبی دور کرنے کے لئے پھلوں کا رس اور سوڈا واٹر پیش کیا گیا کیونکہ ہادئ اسلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (خدائی حکم کے بموجب) شراب کے استعمال کو مسلمانوں کے لئے حرام قرار دیدیا تھا۔ خلیفۃ المسیح فلیش لائٹوں کے درمیان اپنے چار ہمراہیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آپ کے فرینکفورٹ تشریف لانے کا مقصد کیا ہے؟ بزرگ صورت سفید ریش خلیفۃ المسیح نے فرمایا اس شہر میں پہلی مرتبہ میں ۱۹۲۵ء میں آیا تھا۔ اُس زمانہ میں بھی میں نے یہاں کے شہریوں کو بہت اچھے انسان پایا۔ آج میں یہاں اس لئے آیا ہوں تا میں آپ تک ایک پیغام پہنچا سکوں۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جدید تہذیب میں ایک بہت بڑا نقص پیدا ہو چکا ہے اور وہ نقص یا خرابی یہ ہے کہ یہ عفو و درگزر کی صفت سے یکسر معرّیٰ ہے۔

آپ نے دنیا کی موجودہ حالت کا نقشہ کھینچنے کے بعد بتایا کہ آج انسان انسان کا استحصال کر رہا ہے۔ یہ صورتِ حال بہر طور ختم ہونی چاہیئے۔ انسان کو اپنے ہم جنسوں سے معاملہ کرنے میں عفو و درگزر کی خو اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ بصورتِ دیگر کوئی شخص بھی اِس دنیا میں سکون و اطمینان کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ آپ نے فرمایا اسلام امن کا مذہب ہے اور اس امر کا علمبردار ہے کہ ہر انسان اِس دنیا میں پُر امن زندگی بسر کرے۔ انسان کو انسان سے محبت کرنی سیکھنی چاہیئے۔ یہ صرف اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔

خلیفۃ المسیح نے جن کا نہایت فنی ہیں سر بہت قرینے سے بندھی ہوئی پگڑی سے مزین تھا اور جن کی عینک کے شیشوں کے پیچھے زندگی سے معمور دو روشن آنکھیں چمک رہی تھیں بہت حتمی انداز میں فرمایا مذہب کا تعلق دل سے ہے۔ جہاں تک مذہبی معاملات کا تعلق ہے لوگوں کو ایک دوسرے پر غصہ کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی ضمن میں آپ نے مزید فرمایا کہ اگر مسائل اور معاملات کو ایٹم بم کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ بہت بڑی حماقت اور غیر اخلاقی حرکت ہوگی۔

آپ نے فرمایا ہر ایک کو نرم دلی اور محبت سے لوگوں کے دل جیتنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے خالق کی طرف لوٹے اور اس سے رہنمائی حاصل کرے۔ میں نے اپنے خدا کی آواز کو بارہا سُنا ہے (اور اس نے مشکل وقتوں میں خود میری رہنمائی فرمائی ہے) میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا ہے اُس کی صفات اور قدرتیں غیر محدود ہیں اور یہ کہ اب صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے جسے اُس نے بنی نوع انسان کی رہنمائی اور بھلائی کے لئے بھیجا ہے۔

خلیفۃ المسیح نے دورانِ گفتگو یہ پیشگوئی بھی کی کہ آئندہ ایک سَو سال کے دَوران یا زیادہ سے زیادہ ۱۱۵ سال کے اندر اندر سارا یورپ اسلام قبول کر لے گا اور اس کے مختلف ملکوں میں جو قومیں آباد ہیں وہ اسلام پر عمل کرنا شروع کر دیں گی۔ اِس امر کا اعلان کرنے میں آپ دراصل بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک پیشگوئی کا ہی اعادہ کر رہے تھے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ "اِس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں"۔

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ یہ اعلان فرمایا تھا کہ :-

> خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرمایا ہے کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے ..... کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو تسلیم کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا (یہ وہ پیشگوئی ہے جو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی) اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد کا قائم کردہ سلسلہ جو سچے اور حقیقی اسلام کو دُنیا میں پھیلانے میں مصروف ہے آج سے ۹۰ سال پہلے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ آج ان کے پیروؤں کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ ان کے زیادہ تر مراکز مغربی افریقہ اور پاکستان میں ہیں۔ وفاقی جمہوریہ جرمنی میں جماعت احمدیہ کی دو مسجدیں ہیں۔ ان میں سے ایک ہیمبرگ میں ہے اور دوسری فرینکفورٹ میں۔ یہ جماعت اِن دونوں مسجدوں کا انتظام چلا رہی ہے اور مغربی جرمنی میں مقیم اپنے ایک ہزار کے قریب پیروؤں کی دیکھ بھال اور اُن کی روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مصروف ہے۔ ان میں چند درجن جرمن باشندے بھی شامل ہیں۔

جماعت کے مالی وسائل خود اس کے اراکین کے طوعی چندے ہیں جو وہ بطیبِ خاطر خود ادا کرتے ہیں۔ یہ چندہ ہر فرد کی آمدنی کے سولہویں حصہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہم کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور نہ کسی سے امداد کے طالب ہوتے ہیں۔ یہ عادت اقوامِ عالم میں تو عام ہے لیکن ہماری مذہبی تحریک اس سے یکسر مبرّا ہے۔

جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ اعلیٰ کے پاس تمام سوالوں کا تفصیلی اور ہمہ گیر لیکن خالصۃً روحانی جواب پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک سوال کے جواب میں آپ نے (باقی صفحہ ...)

فرمایا اگر عورتیں نہ چاہیں تو ایک مرد چار بیویاں نہیں رکھ سکتا

"خلیفۃ المسیح کی شخصیت فرینکفورٹ میں عوام کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔"

"آپ نے اہلِ یورپ کو ایک پیغام میں پُرمسرت و خوش آئند مستقبل کا مژدہ سنایا"

"سَو ڈیڑھ سَو سال کے اندر اندر سارا یورپ اسلام قبول کرلیگا اور آئندہ جنگوں سے نجات مل جائے گی"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پریس کانفرنس سے متعلق فرینکفورٹ کے ایک اور روزنامہ میں شائع ہونیوالی خبر کا ترجمہ

جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ دنوں مغربی جرمنی کے شہر فرینکفورٹ میں اپنے سہ روزہ قیام کے آخری روز ۱۴ اگست ۱۹۷۸ء کو وہاں کے مشہور و معروف ہوٹل "فرینکفرٹر ہوف" میں ایک بہت وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اور وہاں کے مقامی اور قومی اخبارات نے اگلے روز اس پریس کانفرنس کی تفصیلی خبریں تصاویر کے ساتھ بہت نمایاں طور پر شائع کیں۔ ان میں سے ہم وہاں کے دو اخباروں "فرینکفرٹر الگیمائنے زیتونگ" اور "اوفن باخ پوسٹ" میں شائع شدہ تفصیلی خبروں کا ترجمہ ان کالموں میں شائع کر چکے ہیں۔ آج فرینکفورٹ کے ایک اور معروف روزنامے ——— FRANKFURTER RUNDSCHAU ——— میں شائع ہونے والی خبر کا ترجمہ مع بعض ضروری کوائف ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے (ادارہ)

حضور ایدہ اللہ اور رفقاء کا فوٹو:۔

اخبار نے خبر کے ساتھ حضور ایدہ اللہ اور آپ کے رفقاء کا ایک بڑے سائز کا فوٹو بھی شائع کیا جس میں موٹروں سے اُترنے کے بعد حضور کو مع رفقاء فرینکفورٹ کے ٹاؤن ہال کی طرف بڑھتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اخبار نے اس فوٹو کے نیچے جو عبارت درج کی اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اسلامی فرقہ کے (سفید ریش) خلیفہ اور ان کے رفقاء کونسلر ڈاکٹر کیرز کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت کے لئے ٹاؤن ہال کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔"

عنوانات:۔

روزنامہ مذکور نے پریس کانفرنس کی جو خبر شائع کی وہ نسبتاً مختصر تھی لیکن اس نے اسے نمایاں کرنے کے لئے سمجھا اس کے ساتھ حضور ایدہ اللہ اور آپ کے رفقاء کا بڑے سائز کا فوٹو شائع کیا وہاں خبر پر تین علیحدہ علیحدہ جلی عنوان قائم کئے۔ عنوانات کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

(۱) اسلامی فرقہ کے سربراہ خلیفۃ المسیح حضرت حافظ مرزا ناصر احمد فرینکفورٹ میں۔

(۲) عفو و درگزر کا خوگر بننے کی نصیحت۔

(۳) ٹاؤن ہال میں استقبالیہ تقریب۔

[ہمارے نامہ نگار تھامس سٹریح (رُکھت منده 5 ده ... کے قلم سے]

خبر کا متن:۔

"گزشتہ پیر (۱۴ اگست ۱۹۷۸ء) کو قبل دوپہر مشرق بعید سے آتے ہوئے ایک غیر ملکی اور اجنبی نظر آنے والے مہمان کی شخصیت فرینکفورٹ میں عوام کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ یہ تھے مسلمان فرقہ احمدیہ کے روحانی سربراہ اعلیٰ تقدس مآب خلیفۃ المسیح حضرت حافظ مرزا ناصر احمد۔ اس فرقہ کے پیرو زیادہ تر مغربی افریقہ میں پھیلے ہوئے ہیں خلیفۃ المسیح نے اس روز فرینکفورٹ کے مشہور ہوٹل "فرینکفرٹر ہوف" کے ایک علیحدہ سادہ و پُر وقار ہال میں پریس کانفرنس طلب کی تھی۔ خلیفۃ المسیح کے بیس کے قریب ساتھیوں کے متبسم چہرے اُس خاص پیغام کے آئینہ دار نظر آرہے تھے جو ان کے ذہنوں میں پوشیدہ تھا جبکہ خلیفۃ المسیح خود پریس کانفرنس کے دوران پیغام کی شکل میں ایک پُرمسرت و خوش آئند مستقبل کا مژدہ سُنا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اہل یورپ نے عفو و درگزر سے کام لینا سیکھا ہی نہیں۔ دو عالمی جنگیں اور ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والے واقعات اس کا کُھلا ثبوت ہیں۔ صرف اسلام ہی انہیں عفو و درگزر سے کام لینا سکھا سکتا ہے۔ عمر رسیدہ خلیفۃ المسیح نے جن کی سفید ریش اور سفید پگڑی ان کی بزرگی کی آئینہ دار تھی اعلان فرمایا کہ آئندہ سَو ڈیڑھ سَو سال کے عرصہ میں سارا یورپ اسلام قبول کرنے گا جس کے نتیجہ میں جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جرمنی میں ایک ہزار کے قریب احمدی ہیں۔ ان کے عقیدہ کے بموجب مسیح کو صلیب پر سے زندہ اتارا گیا تھا (بعد ازاں وہ مشرق کی طرف ہجرت کر گئے) وہ برصغیر کے شمالی علاقہ کشمیر کے ایک شہر میں فوت ہوئے (جہاں ان کا مقبرہ آج بھی موجود ہے) اگرچہ مغربی جرمنی میں احمدیوں کی تعداد صرف ایک ہزار ہے تاہم کوئی اور اسلامی فرقہ اس ملک میں (اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے ضمن میں) اتنا سرگرم نہیں ہے جتنا کہ احمدی ہیں۔

ساری دنیا میں (تبلیغی اغراض کے ماتحت) سفر کرنے والے خلیفۃ المسیح نے ۱۹۷۶ء میں بھی یہاں یہ اعلان کیا تھا کہ جلد وفاقی جمہوریہ جرمنی اسلام قبول کرلے گا۔ جب آپ سے یہ دریافت کیا گیا کہ جلد سے آپ کی کیا مراد ہے تو آپ نے بہت ہوشیاری اور سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے جواباً فرمایا کہ "جلد" کا لفظ ایک نسبتی اصطلاح ہے (یعنی اس سے چند دن یا چند سال مراد نہیں ہیں بلکہ مراد مستقبل سے ہے)۔ آپ نے مزید فرمایا منظر یہ آرہا ہے کہ خود فرینکفورٹ کا شہر اسلام کے روشن مستقبل (ب)

وہ آنکھ کیا جو ترے غم میں اشکبار نہیں

وہ دل ہی کیا ہے کہ جس دل میں تیرا پیار نہیں
ترے لئے جو شب و روز بے قرار نہیں

وہ آنکھ کیا جو ترے غم میں اشکبار نہیں
وہ گوش کیا ہے جسے شوقِ شنیدِ یار نہیں

وہ اس جہاں میں نہ عقبیٰ میں سرخرو ہوگا
جو تیرے فضل و کرم کا امیدوار نہیں

خدا پہ اپنے اُسے اعتبار کیا ہوگا
وہ اپنی ذات پہ بھی جس کو اعتبار نہیں

قدم قدم پہ نمایاں ہیں سینکڑوں جلوے
یہ اپنی کم نظری ہے جو دیدِ یار نہیں

لگائے دل کوئی دنیائے بے ثبات سے کیا
یہاں تو زیست کا پل بھر بھی اعتبار نہیں

ہے اِک حباب کی صورت یہاں بشر کی حیات
یہ رات دن یہ مہ و سال پائیدار نہیں

ملے گی توبہ کی توفیق کب اُسے صدیقؔ
بشر جو اپنے گناہوں پہ شرمسار نہیں

(محمد صدیق امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ و جزائر فجی)

روزنامہ الفضل ربوہ
۷؍ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ
۱۱؍اخاء ۱۳۵۷ھش

تقویٰ کمال کو کب اور کیسے پہنچتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا بار بار حکم دیا ہے جیسا کہ فرمایا: وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝ (البقرہ آیت ۴۲) یعنی مجھ ہی سے ڈرو پھر (میں کہتا ہوں کہ) مجھ ہی سے ڈرو۔ اسی طرح تقویٰ اختیار کرنے کا حکم قرآن مجید میں متعدد جگہ دیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے صرف تقویٰ اختیار کرنے کا ہی حکم نہیں دیا بلکہ اس کی عظیم الشان برکات پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ کہیں فرمایا ہے حصولِ مقصد میں کامیابی تقویٰ کیساتھ وابستہ ہے (مائدہ آیت ۱۰۱) کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ترقیات کے دروازوں کا کھلنا تقویٰ پر موقوف ہے (انعام آیت ۱۵۶) کہیں یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ تکالیف سے نجات کے ذرائع بھی تقویٰ سے ہی میسر آتے ہیں (طلاق آیت ۳) اسی طرح کاموں میں آسانی کا پیدا ہونا، رزق میں غیبی مدد کے ذریعہ فراخی میسر آنا، جنت کا استحقاق حاصل ہونا، اچھا انجام کی ضمانت عطا ہونا، اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں معزز قرار پانا۔ الغرض بے شمار افضال و انعامات کو تقویٰ کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

تقویٰ کی اس اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ متقیوں کی صفات کا بھی ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ متقیوں میں فلاں فلاں صفات ضرور پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ کون لوگ اس کی نگاہ میں متقی ہیں فرماتا ہے۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَ
الْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ
الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ج
وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا
عٰھَدُوْا ج وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط
اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ آیت)

ترجمہ:۔ تمہارا مشرق اور مغرب کی طرف منہ پھیرنا کوئی بڑی نیکی نہیں ہے لیکن کامل نیک وہ شخص ہے جو اللہ، روزِ آخرت، ملائکہ، (الٰہی) کتاب اور سب نبیوں پر ایمان لایا اور جس نے اس کی (یعنی اللہ کی) محبت کی وجہ سے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو اور سوالیوں کو نیز غلاموں (کی آزادی) کے لئے (اپنا) مال دیا اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ کو ادا کیا، اور اپنے عہد کو جب بھی وہ (کوئی) عہد کریں پورا کرنے والے اور (خاص کر) تنگی اور بیماری میں اور جنگ کے وقت برداشت سے کام لینے والے (کامل نیک) ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے قول کے) سچے نکلے اور یہی لوگ کامل متقی ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کامل متقی ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو

(۱) اللہ، روزِ آخرت، ملائکہ، آسمانی کتاب اور سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔
(۲) رشتے داروں اور یتیموں مسکینوں اور مسافروں اور سوالیوں پر نیز غلاموں کو آزاد کرانے پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔
(۳) نماز کو قائم رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اپنے عہد کو ہر حال پورا کرتے ہیں نیز تنگی، بیماری اور جنگ کے وقت صبر و برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

اس میں متقیوں کی [illegible] ت بیان کی گئی ہیں اور اجمالاً بتایا گیا ہے کہ ایمان لانے کے بعد [illegible] کے عملی تقاضوں کو پورا کرنا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو کمال تعہد کے ساتھ بجا لانا متقیوں کی [illegible] ت ہوتی ہے۔ یہ تو صحیح ہے کہ ان جملہ نیک اعمال کو بجا لانا

متقیوں کی بنیادی صفت ہوتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ ان اعمال کو بجا لانے والا متقی بھی ہو کیونکہ اعمال اگر خالصۃً رضائے الٰہی کی غرض سے بجا نہ لائے جائیں تو وہ حبط بھی ہو جاتے ہیں اور ایسا شخص ثواب کی بجائے اُلٹا عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف ان اعمال کے بجا لانے والوں کو ہی متقی قرار نہیں دیا ہے بلکہ ان اعمال کی بجا آوری کو عَلٰی حُبِّہٖ سے مشروط کیا ہے یعنی یہ سب نیک اعمال محبتِ الٰہی کے زیرِ اثر بجا لانا ضروری ہے۔ اگر محبتِ الٰہی کے زیرِ اثر اعمال نہ بجا لائے جائیں تو پھر یہ تقویٰ کی رُوح سے خالی ہوتے ہیں اور انہیں بجا لانے والا عند اللہ متقی شمار نہیں ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ تقویٰ اپنے کمال کو اُس وقت پہنچتا ہے جب انسان محبتِ الٰہی میں محو ہو کر جملہ نیک اعمال بجا لائے۔ محبتِ الٰہی میں محو ہوئے بغیر نہ وہ باریک در باریک رگِ گناہ سے بچ سکتا ہے اور نہ وہ پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

(۱) "کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ انسان کا اپنا وجود ہی نہ رہے اور صیقل زدم آں قدر کہ آئینہ نماند کا مصداق ہو جائے۔" (الحکم ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۱ء)

(۲) "اصول تقویٰ کا یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا مل جاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی شئے حائل نہ رہے۔" (الحکم ۳۱؍اگست ۱۹۰۱ء)

اس سے ظاہر ہے کہ محض نیک اعمال بجا لانے سے انسان متقی نہیں بنتا بلکہ متقی بننے کے لئے ضروری ہے کہ نیک اعمال محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر بجا لائے جائیں۔ جب نیک اعمال بجا لانے میں بجز رضائے الٰہی کے حصول کے انسان کی اور کوئی غرض نہ ہو تو یہ اُس کے متقی ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ اور کسی انسان میں تقویٰ اُس وقت کمال کو پہنچتا ہے جب وہ اجر و ثواب اور کسی بھی ذاتی فائدہ سے بے نیاز ہو کر محض محبتِ الٰہی کے جوش کے زیرِ اثر جملہ نیک اعمال بجا لاتا ہے اور نہ صرف یہ کہ وہ نیک اعمال بجا لاتا ہے بلکہ مخالفت نفس کے کالعدم ہونے کے باعث فطرۃً وہ نیک اعمال بجا لائے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔

تقویٰ میں تمام عقائدِ صحیحہ اور اعمالِ صالحہ آجاتے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۸؍اپریل ۱۹۱۰ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب مَیں بچہ تھا مَیں نے اپنے شہر میں اِس آیت کریمہ کا وعظ سنا تھا تین چار مہینے اِس کا وعظ ہوتا رہا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ کسی کا باپ ہے، کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں، کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں، کسی کے ساتھ اس کے دوست، کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے۔ غرض معیّت کے سوا انسان کبھی خوشحال نہیں ہو سکتا۔ مَیں نے دیکھا ہے بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو، فوج ہو، مال و اسباب ہو، جب جا کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ معیّت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ محبّت بھی معیّت کو چاہتی ہے۔ بطال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی محبت کے متوالے ہوتے ہیں۔ صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیّت کی تڑپ سب میں ہے۔ انسان جب سرد ملکوں میں جائے تو گرم کپڑوں کی معیّت، ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیّت چاہیئے۔ غرض انسان معیّت بغیر کچھ بھی نہیں مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر بھی کوئی معیّت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے، سوتے جاگتے۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میری معیّت چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آجاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی مُحْسِنُوْنَ فرمایا۔ اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" (خطبات نور جلد دوم ص ۱۲۵، ۱۲۶)

اخبار احمدیہ جرمنی ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۷۸

رپورٹ دورہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مغربی جرمنی

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی یہ انتہائی خوش نصیبی ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے موجودہ یورپ و انگلستان کے سفر کے دوران دو مرتبہ اپنی تشریف آوری کا شرف بخشا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ پہلے حضرت اقدس ماہ مئی میں فرانکفورٹ تشریف لائے اور ۱۰ مئی سے 28 مئی تک فرانکفورٹ میں قیام فرمایا۔ جس کے دوران تین روز کے لئے زیورک بھی تشریف لے گئے۔ حضور نے اپنے اس قیام کے دوران زیادہ وقت لندن میں منعقدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر کانفرنس میں پڑھے جانے والے مضمون کی تیاری میں صرف فرمایا۔ لیکن اس مسلسل مصروفیت کے باوجود حضور تقریباً روزانہ مغربی جرمنی کے طول وعرض سے آنے والے خدام سے ملاقات کے لئے کئی گھنٹے صرف فرماتے رہے اور اپنی قیمتی نصائح سے احباب جماعت کو نوازتے رہے اور دوسری مرتبہ ماہ اگست میں حضرت اقدس نے 8 اگست تا ۱۱ اگست تک ہمبرگ مشن کا اور ۱۱ تا ۱۵ اگست فرانکفورٹ مشن کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ کے دوران جو مختلف پروگرام تشکیل دیئے گئے وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ **ملاقاتیں** مغربی جرمنی میں مقیم مرکز سلسلہ سے دور رہنے والے سینکڑوں احمدی احباب کے لئے اپنے پیارے آقا سے ملنے اور انکی باتیں سننے کا یہ سنہری موقع تھا۔ اس لئے ملک بھر میں بکھرے ہوئے احباب جماعت کو ایک پروگرام تشکیل دے کر مطلع کیا گیا۔ ہمبرگ اور فرانکفورٹ ہر دو مساجد میں دو دو دن حضور اقدس سے ملاقات کے لئے مخصوص کئے گئے۔ ان ملاقاتوں میں بیک وقت سینکڑوں احباب شریک ہوتے رہے اور دو دو گھنٹوں تک اپنے آقا کے پُر معارف کلمات سے مستفید ہوتے رہے۔ ہر دو مقامات پر جرمنی اور دیگر غیر ملکی افراد کے لئے علیحدہ ملاقات کا وقت متعین کیا گیا جس میں حضور نے جرمن اور افریقن اور انڈونیشین احمدی احباب کو شرف ملاقات بخشا اور قیمتی نصائح سے نوازنے کے علاوہ متعدد سوالات کے جواب مرحمت فرمائے۔ احمدی احباب کے علاوہ ان مجالس میں غیر مسلم جرمن اور دوسرے ممالک کے غیر مسلم و غیر احمدی افراد نے بھی شرکت کی اور اسلام اور احمدیت کے بارے میں سوالات کئے۔

۲۔ **پریس کانفرنس** ملکی پریس کے ذریعہ ملک کے باشندوں سے رابطہ کرنے کی غرض سے حضور اقدس کی آمد پر پریس کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہمبرگ میں حضور کی تشریف آوری کے موقع پر مشن ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مختلف اخبارات کے نمائندگان۔ جرنلسٹ اور ریڈیو کے نمائندگان نے کل ۱۸ کی تعداد میں اس میں شرکت فرمائی۔

پریس کانفرنس دو گھنٹے تک جاری رہی - ہمبرگ کے مقامی اخبارات کے علاوہ جرمنی ایسوسی ایٹڈ پریس ایجنسی کی مہیا کردہ خبر اور تصویر 30 سے زائد اخبارات نے ملک کے مختلف شہروں میں شائع کی - نیز اسی روز شام کو ہمبرگ ریڈیو نے حضور اقدس کا ایک انٹرویو اپنی لوکل سروس میں نشر کیا۔

فرانکفورٹ میں بعض مصالح کی بناء پر شہر کے مشہور روایتی ہوٹل FRANK FURTER HOF میں حضور کی پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا - جس میں مقامی تمام اخبارات اور جرمنی ایسوسی ایٹڈ پریس ایجنسی کے کل 11 نمائندگان نے شرکت کی - پریس کانفرنس دو گھنٹے سے زائد جاری رہی اور اسی روز شام اور اگلے روز صبح کے تمام اخبارات نے جلی سرخیوں اور حضور اقدس کی تصاویر کے ساتھ تفصیلی خبر اور آرٹیکلز شائع کئے - فالحمد للّٰہ علی ذالک -

استقبالیہ

فرانکفورٹ میں حضور کی آمد کے موقع پر ہوٹل FRANKFURTER HOF میں جماعت کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایک استقبالیہ دیا گیا - جس میں جماعتی نمائندگان کے علاوہ شہر کے عمائدین اور غیر ملکی سفراء، کونسلیٹ کی دعوت دی گئی چھٹیوں کے موسم کی وجہ سے اکثریت فرانکفورٹ میں موجود نہیں تھی - تاہم بہت سی شخصیات نے اس استقبالیہ میں شرکت کی - جن میں جمہوریہ چاڈ کے سفیر - سوئٹزرلینڈ اور بلجیئم کے کونسلیٹ - فرانکفورٹ یونیورسٹی کے پروفیسران، پولیس یونین کے پریذیڈنٹ جرنلسٹ اور فرانکفورٹ شہر کی پارلیمنٹ کے کلچرل کمیٹی کے پریذیڈنٹ شامل تھے تمام حاضرین نے حضور اقدس سے تعارف حاصل کیا اور ہر ایک سے حضور نے الگ الگ گفتگو فرمائی - خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مجلس اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت کامیاب رہی - اور شہر کی بہت سی ممتاز شخصیات کو اس کے ذریعہ حضرت اقدس اور جماعت کا تعارف حاصل ہوا -

فرانکفورٹ شہر کی طرف سے استقبال

فرانکفورٹ میں آنے والی مقتدر شخصیات کا شہر کی طرف سے استقبال کیا جاتا ہے - چنانچہ جب حضور 1976ء میں جرمنی تشریف لائے تھے تو شہر کے میئر نے فرانکفورٹ کی طرف سے حضور کا استقبال فرمایا تھا - حضرت اقدس کے موجودہ دورہ سے قبل CDU برسر اقتدار آ چکی تھی لیکن انہوں نے بھی اس روایت کو قائم رکھا - چنانچہ ایک سادہ اور پروقار تقریب میں فرانکفورٹ کے پارلیمنٹ کے ممبر DR. KÜPPER نے شہر کی نمائندگی کرتے ہوئے حضور کا استقبال کیا اور اپنے استقبالیہ ایڈریس میں جماعت احمدیہ کی افریقہ میں کی جانے والی خدمات کو سراہا - نیز فرانکفورٹ شہر کے بارہ میں ایک کتاب حضرت اقدس

کی خدمت میں پیش کی ۔ حضور نے اپنے جوابی ایڈریس کے بعد شہر کے نمائندہ DR. KÜPPER کو قرآن مجید کا جرمن ترجمہ پیش فرمایا ۔

حضرت اقدس کی جرمنی میں آمد ایک طرف احمدی احباب کے لئے بے انداز برکات لے کر آئی اور احباب جماعت کو گھنٹوں حضور کے محبت بھرے پر معارف کلمات سننے کا موقع ملا اور بہتوں کے سینے اس نورانی وجود کی ضوفشانی سے منوّر ہوئے ۔ ملک کے طول وعرض سے سینکڑوں احباب طویل مسافتیں طے کرکے عقیدت اور محبت کے تحفے لیکر اپنے پیارے امام کے دیدار اور ملاقات کے لئے جمع ہوئے اور ایمان و معرفت کی دولتیں لیکر واپس لوٹے ۔ ہمبرگ اور فرانکفورٹ میں جماعت احمدیہ کی تعمیر کردہ مساجد میں شمع خلافت کے پروانوں کا یہ حسین اجتماع اپنی نوعیت کا ایک منفرد اجتماع تھا ۔ دوسری طرف اسلام اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام جس موثر اور پر شوکت طریق سے اس مختصر ترین وقت میں زیادہ سے زیادہ ممکن ملکی آبادی کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بذریعہ پریس ، ریڈیو اور ذاتی تعارف و ملاقات کے ذریعہ پہنچایا وہ ہرگز سینکڑوں مبشّرین سے ممکن نہ تھا ۔ اس ملک کے بہت سے باشندوں اور دیگر ممالک کے افراد کے خوش نصیبی ہے کہ انکو خدا تعالیٰ کے خلیفہ کی برکات سے فیضیاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ۔ خدا کرے کہ یہ قوم بھی دنیا کی دیگر اقوام کی طرح اس خدائی نور کو جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے موعود مہدی کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہوا ۔ جلد شناخت کریں اور حلقہ بگوش اسلام ہوکر اپنی روحانی تشنگی کو دور کرسکیں ۔ آمین ۔

تحریک جدید کا 45 واں سال

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے 20 اکتوبر 1978ء کو تحریک جدید کے ۴۵ ویں سال کا اعلان فرمایا ۔ دوست نئے سال کے وعدہ جات جلد لکھوا دیں ۔ اور جن دوستوں کے ذمّہ گذشتہ سال کا بقایا ہو وہ جلد ادا فرمادیں ۔

اجلاس مورخہ 7 اور 21 اکتوبر کو جماعت GELSEN BUER کے اجلاس ہوئے ۔ مختلف دوستوں اور سیکرٹری صاحب نے تقاریر کیں ۔ حاضری خوشکن تھی ۔

خُطبہ عیدُ الاضحیٰ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپکی نسلوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے عظیم قربانیاں دی ہیں

خدا چاہتا ہے کہ آنحضرت کی عظمت اور توحیدِ باری کے قیام کیلئے اُمّتِ محمدیہ نسلاً بعد نسلٍ اُن سے بڑھ کر قربانیاں پیش کرے

ہمارے اندر یہ تڑپ ہونی چاہیئے کہ ہماری کوئی نسل اسلامی تعلیمات اور مقصدِ بعثتِ نبوی کو فراموش کرکے خدا کے پیار سے محروم نہ ہو جائے

اب آخری فتح اسلام کی مقدر ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس فتح کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے نسلاً بعد نسلٍ قربانیاں دیتے چلے جائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴ فتح ۱۳۵۴ ہش مطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات مع ترجمہ تلاوت فرمائیں:-

" فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ
اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ
مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَسْلَمَا
وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○
وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○" (۳۷: ۱۰۲ تا ۱۰۹)

ترجمہ:- تب ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی، پھر جب وہ لڑکا اس کے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہو گیا تو اُس نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے (گویا) میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے (اس وقت بیٹے نے) کہا اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو انشاء اللہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔ پھر جب وہ دونوں فرمانبرداری پر آمادہ ہو گئے اور اس (یعنی باپ) نے اُس (یعنی رضامندی ظاہر کرنے والے بیٹے) کو ماتھے کے بل گرا لیا اور ہم نے اُس (یعنی ابراہیم) کو پکار کر کہا اے ابراہیم! تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک کھلی آزمائش اور امتحان تھا اور ہم نے اس (یعنی اسمٰعیل) کا فدیہ ایک بڑی قربانی کے ذریعہ سے دے دیا اور بعد میں آنے والی قوموں میں اس کا نیک ذکر باقی رکھا۔

" وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ
اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا
بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ وَاِذْ قَالَ
اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ
الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ
فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○
وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ
لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ
تُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(۲: ۱۲۶ - ۱۳۰)

ترجمہ:- اور (اُس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (یعنی کعبہ) کو لوگوں کے لئے بار بار جمع ہونے کی جگہ اور امن (کا مقام) بنایا تھا اور (حکم دیا تھا کہ) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک (اور صاف) رکھو اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ اے میرے رب اس (جگہ) کو ایک پُرامن شہر بنا دے اور اس کے باشندوں میں سے جو بھی اللہ پر اور آنے والے دن پر ایمان لائیں انہیں (ہر قسم کے) پھل عطا فرما (اس پر اللہ نے) فرمایا اور جو شخص کفر کرے اُسے (بھی) میں (اس دنیوی زندگی میں) تھوڑی مدت تک فائدہ پہنچاؤں گا پھر اُسے مجبور کر کے دوزخ کے عذاب کی طرف لے جاؤں گا۔ اور (یہ) بہت بُرا انجام ہے۔

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اُٹھا رہا تھا اور (اس کے ساتھ) اسمٰعیل بھی (اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے رب ہماری طرف سے (اس خدمت کو) قبول فرما۔ تُو ہی بہت سُننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

اے ہمارے رب اور (ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ) ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار

(بندہ) بنالے اور ہماری اولاد میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار جماعت (بنا) اور ہمیں ہمارے (مناسب حال) عبادت کے طریق بتا اور ہماری طرف (اپنے) فضل کے ساتھ توجہ فرما یقیناً تُو (اپنے بندوں کی طرف) بہت توبہ کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور اے ہمارے رب! (ہماری یہ بھی التجا ہے کہ تُو) انہی میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سُنائے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے یقیناً تُو ہی غالب (اور) حکمتوں والا ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (۹: ۱۷ تا ۲۲)

ترجمہ:۔ (ایسے) مشرکوں کو (کوئی) حق نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جب کہ وہ اپنی جانوں پر (شرک اور فسق کی وجہ سے) کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت چلے گئے اور وہ آگ میں ایک لمبے عرصہ تک رہتے چلے جائیں گے۔

اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اور نمازوں کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا سو قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں۔

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور خانہ کعبہ کو آباد رکھنے (کے کام) کو اس شخص (کے کام) کی طرح سمجھ لیا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا یہ (دونوں گروہ) اللہ کے نزدیک (ہرگز) برابر نہیں۔ اللہ ظالم قوم کو ہرگز کامیابی کی طرف نہیں لے جاتا۔

(وہ لوگ) جو (کہ) ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور (پھر) اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں کے ذریعہ سے بھی اور جانوں کے ذریعہ سے (بھی) جہاد کیا اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بلند ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ اُن کا رب ان کو اپنی عظیم الشان رحمت کی خبر دیتا ہے اور (اپنی) رضامندی اور ایسی جنتوں کی بھی جن میں اُن کے لئے دائمی نعمت ہوگی (وہ) ان میں بستے چلے جائیں گے (یاد رکھو کہ) اللہ کے پاس یقیناً بہت بڑا اجر ہے۔"

اور پھر فرمایا:۔

"حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں چنانچہ اس خیال سے کہ اللہ کی راہ میں جان دینے کے بارہ میں گریز نہ سمجھا جائے انہوں نے پہلے تو اپنے بیٹے سے یہ پوچھا کہ تیری رائے کیا ہے کیونکہ نیک اعمال دوسروں پر ٹھونسے نہیں جاتے۔ جب

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

بھی خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے راضی ہو گئے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو لٹایا اور اس کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تب خدا نے فرمایا کہ جس قسم کی قربانیوں کے لئے میں تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا ان کے لئے میں نے تمہیں تیار پایا اور مستعد دیکھا۔ میں تم سے یہ قربانی نہیں مانگتا کہ تم اپنے بیٹے کی جان دے دو۔ جان کی بجائے میں اپنی راہ میں تمہاری زندگی کا ہر سانس مانگتا ہوں۔ تم اسمٰعیلؑ کو ایک بے آب و گیاہ ریتلے میدان میں چھوڑ آؤ اور پھر دیکھو میری قدرت دُنیا کو کیا نظارہ دکھاتی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے، صرف اس عزم پر قائم رہتے ہوئے کہ جتنی بھی زندگی ہے اس کا ہر سانس خدا تعالیٰ پر قربان ہوگا، وہاں چھوڑ آئے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام وہاں رہنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر ڈالتی تو وہ جو زندگی کا ہر سانس عملاً خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار تھا دُنیا اُس کی اس

عظیم قربانی کا نظارہ

نہ دیکھتی جس نے بنی نوع انسان کے لئے ایک اُسوہ بننا تھا۔ اگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اُس وقت ذبح کر دیا جاتا تو یہ مطالبہ جو تھا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد نسلاً بعد نسلٍ اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں قربان کرنے والی ہوں، اس کا موقع ہی نہ ملتا۔ نہ نسل پیدا ہوتی اور نہ اُن کی قربانی کا کوئی سوال پیدا ہوتا اس واسطے خدا تعالیٰ نے ایک ذبح عظیم کے لئے اس چھوٹی سی قربانی کو ترک کروایا اور ایک ریتلے میدان میں جس میں نہ پانی تھا اور نہ کھانے کی کوئی اور چیز تھی وہاں اُن کو اپنی والدہ کے ساتھ چھوڑ دیا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے وہاں پانی کے سامان بھی پیدا کر دیئے اور کھانے کے سامان بھی پیدا کر دیئے محض کھانے پینے کے سامان ہی پیدا نہیں کئے بلکہ دُنیا جہان کی نعمتیں اُن کے لئے مہیا کر دیں۔ دُنیا جہان کے دلوں کی محبت کا اُسے مرکز بنا دیا اور صرف اس دُنیا کے ثمرات ہی نہیں بلکہ اُن کو وہ روحانی ثمرات بھی مہیا کئے گئے جن کا مادی دُنیا سے کوئی تعلق نہیں، اور اس طرح حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم السلام دُنیا کے لئے ایک عظیم اُسوہ بنے۔ اُن کا زمانہ اگرچہ ایک محدود زمانہ تھا کیونکہ وہ جس کا زمانہ رہتی دُنیا تک ممتد تھا وہ ابھی آنے والا تھا لیکن انہوں نے اپنی نسلوں کو ایک زمانے تک سنبھالا اور ایک لمبا عرصہ ان نسلوں نے خدا کی راہ میں قربانیاں دیں۔ جان کی قربانی نہیں بلکہ زندگی کی قربانی دی۔ میں پہلے بھی ان دو چیزوں میں فرق کر کے جماعت کے سامنے اس مسئلہ کو رکھتا چلا آیا ہوں۔ ایک ہے جان قربان کر دینا جس کے صلے میں شہادت کا انعام ہے اور ایک ہے اپنی زندگی قربان کر دینا یعنی زندگی کا ہر سانس خدا کی راہ میں قربان کر دینا اور اس کے صلہ میں

اجر عظیم کا وعدہ

ہے گویا شہادت کی نسبت زندگی کی قربانی کا بہت زیادہ اجر ہے۔

بہرحال دعائیں ہوئیں۔ خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر ہوئی۔ ایک مرکز کا قیام ہوا۔ اس مرکز کے انتظام کے لئے ایک نسل پیدا کر دی گئی اور پھر ایک کے بعد دوسری نسل نے اس کا انتظام سنبھالا۔ وہ جو اکیلے تھے (یعنی اسمٰعیلؑ) اور اس کی

والدہ) ان کی نسل میں سے ایک خاندان کے سپرد بانی کا انتظام اور ایک کے ذمہ صفائی کا انتظام وغیرہ وغیرہ۔ گویا یہ انتظام مختلف شعبوں میں بٹ گیا۔ ہر ایک نے اپنے زمانہ کے حالات اور ذرائع کے مطابق اپنا کام سنبھالا۔ یہ سب کچھ اسلئے ہو رہا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں پیدا ہونا تھا اور اس تیاری کے لئے ایک عظیم قربانی لی گئی تھی کیونکہ جو آنے والا تھا اس کے استقبال کے لئے اور اسکی عظمت کے پیشِ نظر اس عظیم قربانی کی ضرورت تھی چنانچہ وہ لوگ جن کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل کے جذبات کی وجہ سے یہ کہا تھا کہ اے خدا! ان میں سے وہ لوگ جو ایمان پر قائم رہیں تو اپنی رحمتوں کے ثمرات اُن کے لئے میسّر کرنا اور خدا تعالیٰ نے جواب میں کہا تھا کہ نہیں جو ایمان پر قائم نہیں رہیں گے اُن کے لئے بھی میں دُنیوی انعامات اور دُنیا کی رحمتیں مہیا کروں گا۔ پس ان نسلوں کی، ان قربانی دینے والی نسلوں کی، ان فدائی نسلوں کی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کی تیاری

کے لئے ہر چیز کی قربانی دینے کے جو ثمرات تھے اس میں ان کو بھی شامل کیا گیا حالانکہ وہ راہِ راست سے بھٹک چکے تھے لیکن پھر وہی لوگ اور وہی نسل جن کے آباؤ اجداد نے اتنی عظیم قربانیاں دی تھیں ان کو خدا تعالیٰ کی یہ سرزنش بھی سننی پڑی۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ کیا تم نے ان ظاہری چیزوں کو سب کچھ سمجھ لیا ہے تمہیں خدمت کے لئے مامور کیا گیا تھا اور تم نے اس عظیم ہستی کے خلاف فتویٰ دیدیا جس کے لئے یہ ساری تیاری ہو رہی تھی جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اُن کو مسلمان سمجھنے سے انکار کر دیا اور صابی صابی کہنے لگ گئے۔ غرض کتنی زجر ہے اس آیت میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

پھر حالات بدلے اور وہ وجود دنیا کا نجات دہندہ تھا اور وہ وجود دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا اس کی اُمّت بن گئی۔ پھر خدا نے کہا جو قربانی حضرت ابراہیمؑ کی نسلوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لئے دی تھی اس سے زیادہ قربانی ہم نے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت

کے قیام اور دُنیا کے دلوں میں توحید کو گاڑنے کیلئے اُمّتِ محمدیہ سے لینی ہے۔ صرف ایک نسل نے یہ قربانی نہیں دینی بلکہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل نے اور ایک محدود زمانہ تک نہیں بلکہ رہتی دنیا یعنی قیامت تک قربانیاں دیتے چلے جانا ہے۔ قیامت تک کا میں اسلئے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کیلئے رحمۃ للعالمین بن کر آئے ہیں۔

یہ جو میں نے بڑے مختصر الفاظ میں ایک چھوٹی سی تصویر کھینچی ہے اسکے دو رنگ ظاہر ہوتے ہیں۔ انتہائی قربانیوں کا ایک رنگ ہے اور اس کی قبولیت کے نقش ہیں۔ ان کے اُوپر خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی جو بارشیں ہوتی ہیں وہ ہمیں تاریخ بتاتی ہے اور پھر دوسرے وقت میں اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے جن لوگوں کے آباؤ اجداد نے سینکڑوں سال خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک لبیک اللّٰھم لبیک کہتے ہوئے اس کی راہ میں قربانیاں دی تھیں اُن کی اولاد خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آجاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے آستانہ سے دھتکاری جاتی ہے اور اُس وقت دھتکاری جاتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ نوعِ انسانی کے لئے انتہائی انعام مقدر ہو چکا تھا۔ اس میں چونکہ جماعتِ احمدیہ کے لئے سبق ہے اس لئے میں نے یہ مختصر مضمون بیان کیا ہے۔

غرض یہ میری نسل کا سوال نہیں اور نہ میری ذات کا سوال ہے نہ آپ کی نسل کا سوال ہے اور نہ آپ کی ذات کا سوال ہے۔ چونکہ اب آخری فتح اسلام کی مقدر ہے اسلئے نسلاً بعد نسلٍ قربانیاں دینے کا سوال ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے، پہلے نوشتوں میں بھی اور قرآن کریم کی آیات سے بھی یہ استدلال ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی آیات کی جو تفسیر بیان فرمائی اس سے بھی یہ پتہ لگتا ہے کہ

اسلام کا عالمگیر غلبہ

جو قیامت تک قائم رہنے والا ہے یعنی اس آخری ہلاکت تک جس کے متعلق نوشتے بتاتے ہیں کہ وہ ہلاکت یا قیامت اُس وقت آئیگی جب انسانوں کی اکثریت خراب ہو جائیگی اور پھر مکمل تباہی آجائیگی تو پھر کوئی نیا دَور شروع ہو گا جس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہمیں اسکے متعلق کچھ سوچنے یا کہنے کی ضرورت ہے۔ بہر حال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپؐ کی بعثت کا جو مقصد ہے وہ غالب آئے گا اور نوعِ انسانی آپؐ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیگی اور اس مقام کو حاصل کرنے اور اس پر قائم رہنے کے لئے کوشاں رہیگی تاکہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی بعد کی اولاد کی طرح ایک وقت میں پھر یہ نہ سُننا پڑے کہ تم نے اسلام کے ظاہر کو سب کچھ سمجھ لیا اور اُس کی روح تمہارے جسموں سے نکل گئی اور اسکے روحانی جذبات تمہاری رُوحوں سے غائب ہو گئے اور انہیں یہ خبر نہ سُننی پڑے:-

"اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ"

پس ہمارا یہ فرض ہے اور ہمارے اندر یہ تڑپ ہونی چاہیئے کہ ہماری کوئی نسل خدا تعالیٰ کی زبان سے یہ الفاظ نہ سُنے کہ تم نے اس چیز کو تو چھوڑ دیا جو اسلام پیش کرتا ہے تم نے اس حقیقت کو تو فراموش کر دیا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف لیکر آئے تھے اور ظاہر پر پا تمہارا اور اس پر خوش ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اس سے دُوری حاصل کر کے دُنیا کے آرام کی خاطر اور دُنیا کے مال و دولت اور سونے چاندی کے انبار کے اندر تمہاری توجہ بہک گئی اور وہ جو ایک کُل تھا جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا تھا اور جس کے پیار کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا تھا اور جس کے پورے اور کامل اور اعلیٰ اور نہایت حسین پیار کا وعدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دیا تھا اسے تم نے بھلا دیا۔ خدا کرے کہ ایسا وقت کبھی جماعت پر نہ آئے۔

انہی آیات سے جن کی میں نے تلاوت کی ہے پتہ لگتا ہے اور قرآن کریم اس سے بھرا پڑا ہے اور میں نے کئی دفعہ یہ کہا ہے اور یہ کہتے ہوئے کبھی تھکوں گا نہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل ہو جائے اسے دُنیا کی کسی اَور چیز کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔

پس جماعت احمدیہ کی ہر نسل کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ رہتی دنیا تک ہماری کوئی نسل خدا کے پیار سے محروم نہیں ہو گی۔ چونکہ ہماری نسلوں میں دوسری نسلیں بھی شامل ہو کر سب کی متحدہ کوشش سے اسلام نے دنیا میں غالب آجانا ہے اسلئے سارے نوعِ انسانی کی ہر نسل اپنے اس مقام سے بھٹکے گی نہیں اور خدا تعالیٰ کے پیار کو کبھی کھوئے گی نہیں اور خدا نہ کرے کبھی اس کے اُوپر خدا تعالیٰ کے قہر اور غضب کے جلوے ظاہر ہوں بلکہ وہ ہمیشہ خدا کی رحمت، اُس کی برکت اور پیار اور رضا کے جلوے دیکھنے والے ہوں۔ غرض یہ

ایک بہت بڑی ذمہ داری

ہے اور اس کی طرف ہمیں ہر وقت چوکس رہ کر متوجہ رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

خطبہ ثانیہ اور اجتماعی دعا کے بعد حضور نے فرمایا :-

اللہ تعالیٰ ساری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے یہ عید مبارک کرے اور ساری دنیا میں بسنے والے انسانوں کے لئے اس عید میں برکتوں کے سامان رکھ دے۔

(الفضل ۱۰؍ مارچ ۱۹۷۶ء)

عید الاضحیہ کے ضروری مسائل

دار الافتاء ربوہ

اسلام نے مسلمانوں کے لئے دو عیدیں مقرر کی ہیں۔ ایک عید الفطر ہے جو رمضان المبارک کے گزرنے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ دوسری حج کے دوسرے دن دسویں ذوالحجہ کو آتی ہے اس کا نام "عید الاضحیہ" یعنی قربانیوں کی عید ہے۔ یہ بڑی عید کے نام سے مشہور ہے۔ اس روز حج کی خوشی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں دنیا بھر کے مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں۔ قربانیاں پیش کرتے ہیں اور حسب استطاعت خوشیاں مناتے ہیں۔

نماز عید کی تیاری اس سے بھی زیادہ اہتمام سے ہونی چاہیئے جتنی کہ جمعہ کے لئے تیاری کی جاتی ہے۔ اس دن غسل کر کے اچھے کپڑے پہنے جائیں اور خوشبو استعمال کی جائے۔ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ انسان اس دن صاف ستھرا اور خوش باش نظر آئے حسب توفیق اچھا کھانا پکایا جائے۔ عید الاضحیہ میں بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز کے بعد کچھ کھایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔

عید کی نماز اگر کھلے میدان میں ادا کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ دینی مظاہرہ کے علاوہ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے جگہ کی تنگی کا سوال حل ہو جاتا ہے تاہم بڑی مسجد کے اندر نماز ادا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

نماز کا وقت نیزہ بھر سورج اوپر آ جانے سے لے کر زوال آفتاب تک رہتا ہے لیکن جلد نماز پڑھنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے پہلے دن اس وقت میں نماز پڑھی جا سکے تو عید الاضحیہ کے دوسرے یا تیسرے دن تک اسی وقت میں یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

عید کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی شامل ہوں۔ بلکہ عید گاہ میں وہ عورتیں بھی آئیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھنی۔ گو وہ نماز میں شامل نہ ہوں گی لیکن خطبہ سننے اور دوسری دعاؤں میں حصہ لیں گی۔ یہ نماز صرف جماعت کے ساتھ ہو سکتی ہے اکیلے پڑھنا جائز نہیں اور نہ ہی ایک عید گاہ میں دوسری بار جائز ہے۔ ایک جگہ میں ایک ہی دفعہ نماز عید ہوگی۔ جو شخص التحیات میں سلام سے پہلے امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے اس کی نماز عید ہو جائیگی امام کے سلام کے بعد وہ اٹھ کر اپنی دو رکعتیں پوری کرے اور ان میں حسب دستور تکبیریں بھی کہے۔

عید کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی۔ اس کے پڑھنے کا یہ طریق ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر سات تکبیریں کہی جائیں۔ امام بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے گا اور مقتدی آہستہ، ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک بلند کر کے سیدھے چھوڑ دیئے جائیں گے۔ ساتویں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جائیں اور امام قرأت شروع کر دے پھر دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اسی طرح پانچ تکبیریں کہی جائیں گی۔

اگر امام بھول جائے اور یہ تکبیریں نہ کہے تو اس غلطی کے تدارک کے لئے سجدۂ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر تکبیروں کی گنتی میں فرق پڑ جائے تو سجدہ سہو کرنا ضروری نہیں۔

نماز کے بعد امام عید کا خطبہ پڑھے گا یہ خطبہ جمعہ کے خطبہ کی طرح دو حصوں میں پڑھا جاتا ہے۔ دونوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھنا چاہیئے لیکن اگر ایک ہی دفعہ دونوں خطبے پڑھ دیئے جائیں تب بھی جائز ہے۔

خطبہ چونکہ نماز عید کا ایک حصہ ہے اس لئے اس کا سننا ضروری ہے اور مقتدیوں کو سنے بغیر نہیں جانا چاہیئے۔ خطبہ کے اختتام پر دعا کے بعد گھر جانا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ میدان عید سے واپسی کے وقت دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ غالباً اس میں یہ حکمت ہے کہ چونکہ کسی قوم کا اجتماع یا تہوار اس کی شان و شوکت کے اظہار کا موجب ہوتا ہے۔ اس لئے جب مسلمان نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جائیں گے اور دوسرے راستہ سے واپس آئیں گے تو زیادہ لوگ انہیں دیکھ سکیں گے۔

عید الاضحیہ کی نماز کے لئے جاتے اور واپس آتے ہوئے تکبیریں کہتی چاہئیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

"زَیِّنُوْا اَعْیَادَکُمْ بِالتَّکْبِیْرِ"

کہ اپنی عیدوں کو تکبیروں سے زینت دو۔

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

یہی تکبیریں نویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر تیرھویں ذی الحجہ کی عصر یعنی یوم الحج اور ایام تشریق میں نماز با جماعت کے بعد امام اور مقتدی سب بلند آواز سے کہیں۔ عید الاضحیہ کی نماز کے بعد بھی تین دفعہ یہ تکبیر کہی جائے۔ اس کے علاوہ ان دنوں میں دوسرے اوقات میں بھی تکبیر و تحمید کرتے رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دستور تھا کہ جب مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسری سے ملتی تھیں تو تکبیر کہتی تھیں۔ مسلمان جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو تکبیر کہتے۔ کام میں لگتے تو تکبیر کہتے۔ جیسا کہ اس عید کے نام سے ظاہر ہے یہ قربانیوں کی عید ہے۔ اس موقعہ پر قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ جس شخص میں قربانی دینے کی طاقت ہو ضرور دے۔ قربانی کے جانور میں کوئی نقص نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ لنگڑا اندھا بیمار نہ ہو۔ سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ اگر مغز سلامت ہو اور خول اوپر سے اتر گیا ہو تو حرج نہیں اسی طرح کان کٹا نہ ہو۔ لیکن اگر اوپر سے تھوڑا سا کٹا ہوا ہو۔ جیسے لوگ خوبصورتی کے لئے کر دیتے ہیں تو جائز ہے۔

قربانی دینے کے لئے بکرے چھترے کی عمر ایک سال اور دنبہ کی کم از کم چھ ماہ ہونی چاہیئے بشرطیکہ اچھے پلے ہوئے جانور ہوں۔ دبلے اور لاغر نہ ہوں۔ گائے کی عمر دو سال اور اونٹ کی پانچ سال ہونی چاہیئے۔

ایک خاندان کی طرف سے ایک بکرے یا دنبے کی قربانی کافی ہوتی ہے لیکن اگر کسی میں وسعت ہو تو زیادہ جانور بھی ذبح کئے جا سکتے ہیں۔

بکرے کی قربانی ایک آدمی کے لئے ہے اس میں اپنے کنبے کو بھی شامل کر سکتا ہے۔ گائے یا اونٹ میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ ائمہ کا خیال ہے کہ ایک حصہ ایک خاندان کے لئے کافی ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص غرباء کی طرف سے قربانی دینا چاہے تو یہ بھی موجب ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غرباء امت کی طرف سے ایک قربانی دیا کرتے تھے

جس شخص نے قربانی دینی ہو اسے چاہیئے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت نہ بنوائے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل یہی تھا۔

قربانی نماز عید ادا کرنے کے بعد کرنی چاہیئے اس سے پہلے ذبح کیا ہوا جانور قربانی شمار نہ ہوگا۔ قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور ۱۲ ذی الحجہ کو ختم ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ اور کچھ اور بزرگوں کا خیال ہے کہ اگر انسان سفر پر ہو یا کوئی مشکل درپیش ہو اور وقت مقررہ پر قربانی نہ ہو سکے تو ذوالحجہ کے سارے مہینے میں قربانی ہو سکتی ہے۔

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں اگر کوئی کسی دوسرے سے ذبح کروائے تب بھی قربانی ہو جاتی ہے تاہم اگر کوئی خاص عذر نہ ہو تو خود ذبح کرنا بہتر ہے۔

قربانی کے گوشت کے استعمال اور تقسیم پر کوئی پابندی نہیں جس طرح چاہیں استعمال کریں خود کھائیں۔ دوسروں کو دیں اور غریبوں میں تقسیم کریں۔ اگر کوئی سکھا کر محفوظ کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے بہتر ہے کہ ایک حصہ غرباء میں تقسیم کریں۔ ایک اپنے لئے رکھیں اور ایک حصہ رشتہ داروں اور دوست احباب کو بھجوا دیں۔

قربانی کی کھال کو بیچ کر اس کی قیمت اپنی ذات پر خرچ نہیں کی جا سکتی۔ یہ رقم مرکز میں ارسال کر دینی چاہیئے۔